© rasailojaraid.com

 مولانا عبد القدوس صاحب ہاشمی اسلام آباد

ایک تقریر جنابِ مقرر کے قلم سے
جو (نیروبی) افریقہ کے ایک غیر مسلم
اجتماع میں کی گئی

# سیرتِ طیبہ کا مطالعہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الَّذِیْ لَانَبِیَّ بَعْدَہٗ

عزیز دوستو! ایک مسلمان کے لئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر سرمایۂ دنیا بھی ہے۔ اور زادِ آخرت بھی، بغیر اتباع سنت رسول نہ ہمیں دنیا میں خوشگوار زندگی بسر کرنے کا سلیقہ آسکتا ہے اور نہ ہماری آخرت ہی سنور سکتی ہے۔ اس لئے ایک مسلمان کے نزدیک فکر و نظر، مطالعہ و تعلم کا موضوع ہی سیرۃ نبوی ہوتا ہے۔ اور یقیناً ہونا ہی چاہیئے۔

لیکن غیر مسلموں کے لئے بھی اگر وہ حقیقۃً علمی انداز میں انسانیت کا صحیح ترین اور اعلیٰ ترین مطالعہ کرنا چاہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ سے زیادہ اہم اور کوئی موضوع مطالعہ کیلئے نہیں ہو سکتا۔ جتنا گہرا اور جس قدر وسیع مطالعہ سیرت طیبہ کا کیا جائے گا، اتنا ہی زیادہ وضاحت کے ساتھ یہ حقیقت روشن ہوگی کہ انسان کیا ہے۔ اور انسانیت کسے کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل و اکمل زندگی کو چھوڑ کر اگر دنیا کے کسی اور فرد مجموعہ افراد بلکہ کسی بڑی جماعت کا بھی مطالعہ کیا جائے تو زندگی کے سینکڑوں سوالات محض سوالات ہی رہ جاتے ہیں۔ اور ان کا کوئی تشفی بخش جواب ہمیں نہیں ملتا ہے۔ کچھ تو اس لئے کہ تاریخی شواہد میسر نہیں آتے اور سب سے زیادہ اس لئے کہ دنیا میں جتنے کامیاب و نامور اشخاص ہمیں ملتے ہیں وہ سب کسی نہ کسی ایک ہی رخ سے کامل ہوتے ہیں، زندگی کے باقی رخ میں وہ بالکلیہ ناقابل اتباع بلکہ ناممکن الاتباع نظر آتے ہیں۔

**انسان کامل** | تاریخ کے اوراق میں آپ کو ایسے بہت سے لوگوں کا تذکرہ مل سکتا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



ہے جو بہت ہی کامیاب اور عظیم الشان فاتح تھے، لیکن کیا وہ اتنے ہی کامیاب ہمسایہ، باپ، بیٹا اور شوہر بھی تھے۔؟ ایسے بہت سے لوگوں کا قصہ ہمیں ملتا ہے جنہوں نے تمام تعلقات دنیاوی کو ترک کر کے محض یاد خدا میں ساری زندگی گزار دی۔ مگر کیا وہ اپنے ننھے بچوں اور بوڑھی ماں کے لئے بھی اتنے ہی مفید اور سعادتمند ثابت ہوئے جتنا انہیں ہونا چاہیئے تھا۔ راج سنگھاسن چھوڑ کر جنگل کی راہ لینا یقیناً ایک بہت بڑے عزم و ارادے کو ظاہر کرتا ہے۔ لیکن وہ ننھا سا شیر خوار بچہ جو پالنے میں پڑا ہوا ہے۔ اپنے باپ پر کچھ فرض عاید کرتا ہے جس سے تغافل زندگی اور انسانیت سے بزدلانہ فرار کے سوا کچھ نہیں ہے۔

اسی طرح آپ سات ہزار سال کی انسانی، آثاری اور تحریری تاریخ کے ایک ایک ورق کو الٹتے چلے جائیے، ناموروں اور عقلمندوں کی کوئی کمی نہیں ہے۔ بہت ملیں گے مگر ایک بھی مکمل انسان نہیں ملے گا۔ سقراط، افلاطون اور ارسطو ملیں گے۔ قیصر و کسریٰ ملیں گے، اشوک اور بکرماجیت جیسے فرمانروا ملیں گے، موجد و صناع ملیں گے، رامانوج، وشوامتر جیسے رشی منی ملیں گے، قیصر و کسریٰ ملیں گے، تارک الدنیا اور زاویہ نشیں ملیں گے۔ وخشور اعظم ملیں گے، کیخسرو اور جمشید ملیں گے، لیکن کہیں کسی جگہ بھی پورا مکمل انسان نہیں ملے گا۔ وہ انسان جو آدمی کیلئے زندگی کے ہر مرحلہ پر نمونہ ثابت ہو سکے، جو اچھا باپ بھی ہو اور اچھا شوہر بھی، جو اچھا فرمانروا بھی ہو، اور غریب فاقہ کش انسان بھی، جو فاتح سپہ سالار بھی ہو اور منصف مزاج حاکم عدالت بھی، جو ہر پہلو سے مکمل ہو، اور ہر رخ سے کامل۔

ذرا اپنی یادداشت کو تازہ کیجئے، اپنے گرد و پیش نظر ڈالیئے، بلکہ خود آپ اپنی اکیلی ہی ذات پر غور کر لیجئے، ایک آدمی کو خوشگوار و کامیاب زندگی بسر کرنے کیلئے واقعتہً اور عملاً کس کس دور سے گزرنا پڑتا ہے۔ کیا یہ حقیقت و واقعہ نہیں ہے۔ کہ آپ کو اپنی زندگی کے مختلف اوقات میں متضاد کیفیتوں سے گزرنا پڑا ہے۔ کبھی عزیزوں کی بیماریاں اور موتیں دیکھنی پڑی ہیں، اور کبھی خوشی کے شادیانے سننے پڑے ہیں، کبھی باپ بن کر اولاد کے سروں پر ہاتھ رکھا ہے۔ اور کبھی خود سعادتمند بیٹے کا فریضہ بھی ادا کیا ہے، کبھی خوف و خطر سے واسطہ پڑا ہے اور کبھی جاہ و جلال نے آپ کے قدم چومے ہیں، کبھی ہمسایہ کی امداد کے لئے دوڑنا پڑا ہے، اور کبھی اپنی امداد کے لئے ہمسایہ کو پکارنا پڑا ہے۔ غرض یہ کہ زندگی اتنے متضاد حالات سے گزرتی رہی ہے۔ کہ اس کے تمام رخوں کی وضاحت اور اس پر تفصیلی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



بحث کسی تقریر میں ممکن نہیں ہے، لیکن ذرا سوچیئے تو کیا یہی متضاد کیفیات اور حوادث حقیقۃً زندگی نہیں ہیں۔ کیا کسی ایسی زندگی کا تصوّر بھی ممکن ہے جس میں حوادث اور واقعات اور پھر مختلف و متنوع رخ نہ ہوں۔ کہیں ایسا کوئی انسان پایا گیا ہے جو ساری زندگی ایک ہی حالت میں بسر کر سکا ہو۔؟

سوال یہ ہے کہ انسان اور انسانیت کا مطالعہ کرتے ہوئے ہم ان تمام رخوں سے انسان کو مطالعہ کا موضوع نہ قرار دیں تو یہ مطالعہ کسی قدر و قیمت کا مطالعہ قرار پا سکتا ہے۔ زندگی تو بہرحال یہی ہے، اور ایسی ہی ہے۔ ایک تارک الدنیا صحرانشین کی زندگی کا مطالعہ کر کے ہمیں کیا ملے گا۔؟ ایک ایسے شخص کی زندگی کا مطالعہ کر کے ہمیں انسانیت کا کیا سبق حاصل ہو سکتا ہے۔ جس کے نہ بیوی ہو اور نہ اولاد۔ جسے چار بالشت زمین اور چار گھروں کا نظم بھی کرنے کا موقع نہ ملا ہو، جس نے ہمیشہ غم ہی دیکھا ہو اور کبھی خوشی سے دو چار نہ ہوا ہو۔ یا خوشی ہی دیکھی ہو۔ خوف و خطر کا مقابلہ کرنے کی نوبت ہی نہ آئی ہو، جس کی ساری زندگی معجزات اور کرامات سے معمور ہو۔ اسباب عالم سے بے پرواہ زندگی بسر کر رہا ہو، نہ کبھی اسے بھوک لگے اور نہ پیاس، یا لگے بھی تو آسمان سے فرشتے اتر کر یا زمین سے غیر مرئی مخلوق اٹھ کر اس کی ضرورت پوری کر دیں۔ اسکی بزرگی و برتری سر آنکھوں پر، لیکن ہمارے لئے اسکی زندگی میں کچھ بھی نہیں ہے، اور کسی انسان کیلئے کچھ بھی نہیں ہے، یہ دنیا ہے اور ویسی ہی دنیا جیسی کہ حقیقت میں ہمیں نظر آتی ہے۔ ویسی نہیں ہے جیسی کہ آپ اپنے ذہن میں سوچ سوچ کر بنا لیں، ذہنی خاکہ محض خاکہ ہی ہوتا ہے۔ حقیقت کا رنگ ذہن میں نہیں، عمل کی دنیا میں بھرا جاتا ہے۔

یہاں ایک مربوط نظام اسباب و علل کا کام کرتا ہے۔ سب کے لئے پکی پکائی روٹیاں نہیں اترا کرتی ہیں۔ اور نہ سب کیلئے تن ڈھانکنے اور سردی گرمی سے بچنے کیلئے حلّۂ آسمانی آیا کرتا ہے۔ اور پھر یہ بھی صحیح نہیں ہے کہ صرف روٹی کپڑا خوشی اور اطمینان عطا کر سکتا ہے۔

ہم نے اب تک جو کچھ دیکھا ہے وہ ہمیں بتاتا ہے کہ ہم اسی عالم اسباب کے ایک جزء ہیں، ہم اس سے ماوراء نہیں ہیں ہمیں انسانیت کا ایسا نمونہ ملنا چاہیئے جو غم اور خوشی دونوں حالت میں ہمارے لئے قابل اتباع ہو سکے، جو غربت اور دولت مندی، لین دین اور معاملات میں ہماری رہبری کر سکے جو زندگی کے ہر موڑ پر اپنی سیرت و کردار سے ہمارے رہنمائی کا فرض

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



انجام دے سکے اگر یہ نہ ہو سکا تو ہمارے لئے وہ نمونہ ناقص ہی رہے گا۔ ہم انسانی زندگی کو نہیں بدل سکتے۔ یہ بہرحال ششش جہات میں محصور ہے۔ اور ششش جہات کے تمام عوارض و حوادث سے دوچار ہے۔ بہتر ہے کہ ہم اس بت خانۂ ششش جہات کو اپنے لئے کار آمد بنالیں، اس سے بھاگ نکلنے کی کوشش میں وقت ضائع نہ کریں۔

**خوشگوار زندگی** ہماری اور ساری دنیا کی یہ تمنا ہے کہ دنیا میں خوشگوار زندگی بسر کرے۔ خوشگوار زندگی بسر کرنے کے لئے دو چیزیں نہایت ضروری ہیں۔ اوّل خطرات سے مامونیت کا یقین اور دوم بدنی و ذہنی ضروریات کی تکمیل، یاد رکھئے کہ ان دو چیزوں میں سے کسی ایک کا فقدان زندگی کو انتہائی حد تک ناخوش گوار بنا دیتا ہے۔ اگر آپ کو مامونیت کا یقین نہ ہو تو لذیذ کھانے اور اعلیٰ رہائش آپ کو مسرت نہیں بخش سکتی ہے۔ آپ اگر اچھا کھانا، اچھے کپڑے اور اچھی رہائش کسی کو عطا کرکے اگر یہ یقین نہیں دلا سکتے کہ اس کا مستقبل ہر طرح مامون و محفوظ ہے تو آپ اس شخص کو مسرور نہیں رکھ سکتے۔ بالکل اسی طرح جیسے کسی شخص کو مامونیت کا ہر طرح یقین دلانے کے باوجود اس کو بدنی اور ذہنی ضروریات سے محروم کرکے آپ خوش و خرم نہیں بنا سکتے۔

**مستقبل** ساری دنیا کا یہ تجربہ ہے کہ ہر آدمی کسی نہ کسی وقت مر جاتا ہے۔ اگر آدمی پاگل اور مجنون نہیں ہے تو یہ سوال اس کے سامنے کسی نہ کسی وقت ضرور آئے گا کہ مرنے کے بعد کیا ہوگا۔؟ اس اہم سوال سے تھوڑی مدت کیلئے آپ اپنے آپ کو غافل بنا سکتے ہیں۔ لیکن ہمیشہ کیلئے غافل ہو جائیں، یہ ممکن نہیں ہے۔ انسانی ذہن بے کار شئے نہیں ہے کہ آپ اسے دوامی طور پر غیر متحرک بنا سکیں۔ انسان بڑا ہی تجسس پسند واقع ہوا ہے۔ اگر انسان تجسس پسند نہ ہوتا تو نہ علوم و فنون ہوتے، اور نہ یہ سائنس و ایجادات، اس لئے فطرۃً ہر شخص کے سامنے یہ سوال آتا ہے اور ضرور آتا ہے۔ لیکن ہوتا یہ ہے کہ ہم اپنی انتہائی جدوجہد، ذہنی کاوش اور تجرباتی عمل کے ذریعہ ایسی کوئی راہ نہیں پاتے جو ہمیں مابعد الموت۔ تک پہنچا دے۔ نہ کوئی مرنے والا ہم سے اپنے تجربات بیان کرنے آتا ہے اور نہ کوئی زندہ آدمی وہاں جا کر مشاہدہ کرتا ہے۔ اس لئے ہم یہ کہنے لگتے ہیں کہ مابعد الموت۔ کچھ نہیں ہے۔ اس طرح اپنی ناکامی پر پردہ ڈالنے کیلئے ہم ایک تدبیر پیدا کرتے ہیں۔ ورنہ ہمارا دل اس سے مطمئن نہیں ہوتا۔ اور جب غور کرتے ہیں تو منطقی طور پر یہ جواب ہمیں محض اقرار جہالت ہی نظر آتا ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ ذرا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



غور تو کیجئے کہ اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ اسی سال کی عمر میں بال سفید نہیں ہوتے ہیں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی اقرار کرے کہ میں خود اسی سال کا ہوں، نہ کسی اسی سالہ آدمی کے متعلق اب تک کچھ سنا ہے۔ تو اس شخص کا دعویٰ کس قدر غیر منطقی اور مہمل دعویٰ ہوگا ___ اگر واقعۃً صحیح علم حاصل کرنا ہے۔ تو کسی اسی سالہ شخص کی تلاش کیجئے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو ایسے شخص کی تلاش کیجئے جس نے اسی سالہ آدمی کو دیکھا ہو۔ ورنہ بغیر اس کے جو جواب آپ دیں گے، وہ صرف اقرار لاعلمی اور اعتراف جہالت ہوگا، اس کے سوا کچھ نہیں۔

اچھا تو پھر اس سوال کا جواب کس سے پوچھیں، کہ مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے۔؟ کس نے مر کر دیکھا ہے۔ اور کون جواب دے سکتا ہے؟ ماں باپ، استاذ، مرشد، کوئی بھی تو مابعد الموت کا شاہد عینی نہیں ہوتا۔ اس کا جواب صرف ایک شخص دے سکتا ہے، وہ جس نے معراج میں خود اپنی آنکھوں سے مابعد الموت کی کیفیات کا، جزائے اعمال کا اور جنت و دوزخ کا مشاہدہ کیا تھا، وہ شاہد عینی ہے اور چشم دید گواہ ہے کہ موت کے بعد بھی ایک زندگی ہے۔ ایسی زندگی جو دنیاوی زندگی کے نتائج اور اثرات مابعد کی حامل ہے۔ وہاں برے اعمال کی سزا ملتی ہے اور اچھے اعمال کا صلہ۔

ایک نہ سمجھنے والا دماغ اور گھٹیا درجہ کا ذہن اس جگہ سوال پیدا کرتا ہے کہ آپ کا بیان کیوں مان لیا جائے اور کس طرح یقین کر لیا جائے کہ جو کچھ آپ نے بیان فرمایا وہ سب کچھ صحیح اور حقیقت واقعہ ہے۔ لیکن ذرا غور تو کیجئے ہم صبح سے شام تک کتنی ایسی باتوں پر یقین کر لیتے ہیں۔ جو دوسروں کا مشاہدہ ہوتا ہے اور ہم تک محض ایک خبر کی شکل میں پہنچتا ہے۔ کیا آپ زندگی کا ایک دن بھی اس طرح بسر کر سکتے ہیں۔ کہ کسی کی دی ہوئی خبر کو قبول نہ کریں۔؟ کیا ہر مریض معالج کا بیان قبول نہیں کر لیتا۔؟ کیا آپ خود صبح سے شام تک گھر میں اور گھر کے باہر دوسروں کی دی ہوئی خبریں قبول نہیں کرتے ہیں۔؟ کیا ہر حاکم عدالت گواہوں کے بیان پر فیصلے نہیں دیتا ہے۔؟ کیا ہر بچہ اپنی ماں کے بیان پر یقین نہیں کر لیتا ہے۔؟ اگر حقیقت زندگی یہی ہے اور ہم اسی قاعدہ پر زندگی بسر کرتے ہیں تو ایک ایسے نیکوکار اور صادق امین کا بیان جسے دوست اور دشمن دونوں نے چالیس پچاس سال تک آزما کر دیکھ لیا ہو کہ وہ کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ قبول کے قابل نہیں اور اس پر یقین کیوں نہ کر لیا جائے۔ یہ کیسی ستم ظریفی ہے کہ آپ سب کی دی ہوئی خبر کو مان لیں اور نہ مانیں تو اسکی دی ہوئی خبر کو جس کی صداقت کو بڑے سے بڑے دشمن نے بھی ہمیشہ تسلیم کیا ہو،



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



اس طرح سیرتِ طیبہ کے مطالعہ سے ہمیں خوشگوار اور اچھی زندگی بسر کرنے کیلئے دونوں لازمی اجزاء مل جاتے ہیں۔

۱۔ ہمیں اس دنیاوی زندگی میں کس طرح عمل کرنا چاہئے۔ اور کن کن طریقوں پر اپنی ضروریات ذہنی کی تکمیل کیلئے جدوجہد جاری رکھنی چاہئے۔ اس میں معاشی زندگی، معاشرتی زندگی، اور قومی و اجتماعی زندگی کے لئے بھی رہنمائی ملتی ہے اور عائلی تعلقات خوشی وغم کے مواقع اور مختلف ذہنی کشمکش کیلئے بہترین حل مل جاتا ہے۔

۲۔ اور یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ اگر ہم نے خدا اور رسول کے سکھائے ہوئے طریقۂ حیات سے روگردانی نہیں کی تو مستقبل (حیات مابعد الموت) درخشاں ہے۔ تابناک ہے۔ ہمیں کسی کرب دبے چینی یا کسی درد و دکھ سے واسطہ نہیں پڑے گا۔ بلکہ خوشی، مسرت، اطمینان اور راحت و سکون سے ہمارا مستقبل مزین و منوّر ہے۔

کیا دنیا کا ہر انسان بلکہ ہر ذی روح یہی چیزیں نہیں چاہتا ہے۔؟ یہ ایک حقیقت ہے، اور ناقابلِ انکار حقیقت، کہ سب یہی چاہتے ہیں۔ اس لئے حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کا مطالعہ سب کے لئے مفید ہے اور مفید ہی نہیں، بلکہ صحیح معنوں میں خوشی اور مسرت عطا کرنے والا بھی ہے۔ اس کے بغیر آپ کو مکمل انسان کی عملی زندگی کا کوئی نمونہ کہیں نہیں مل سکتا۔ غور سے سیرتِ طیبہ کا مطالعہ کیجئے اور اپنے یقین و عمل کو ٹھیک اسی سانچے میں ڈھالنے کی کوشش فرمائیے۔ صحیح اور مکمل سانچہ صرف یہی ایک ہے۔ اسے چھوڑا تو پھر آپ سب کچھ چھوڑ بیٹھے۔

دیانتداری اور خدمت ہمارا شعار ہے

نوشہرہ فلور ملز لمیٹڈ نوشہرہ اپنے ان ہزاروں کرم فرماؤں کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے ہمارا

پستول مارکہ آٹا

پسند فرما کر ہماری حوصلہ افزائی کی ہے
ہمیشہ پستول مارکہ آٹا استعمال کیجئے جسے آپ بہترین پائیں گے

نوشہرہ فلور ملز جی۔ ٹی روڈ نوشہرہ فون نمبر 126

© rasailojaraid.com